شاہ بلیغ الدین

صدائے جرس

مسلمان گھرانوں میں ہم نے آنکھیں ضرور کھولی ہیں مگر کیا ہم مسلمان ہیں؟ احزاب وحنین کی مثالیں کردار مانگتی ہیں اور ہم تو گفتار کے غازی بھی نہیں رہے۔ اگر ہمارا رویہّ وہ نہیں جو اصحاب بدر کا تھا تو............اِنّـا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً (ہم نے آپ کو فتح دی، فتح بھی کُھلی ہوئی۔ آیت ا۔ سورۂ فتح) کی بشارت کے اہل ہم کیسے ہو سکتے ہیں؟

۱۹۶۵ء کا ستمبر ایک سوالیہ نشان بن کر ہم سے یہ استفسار کر گیا۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد لبِ ساقی پر مکرر یہ سوال آتا ہے............ ؎ دیوار پوچھتی ہے کہ سایہ کدھر گیا؟

ہمارا ردِّعمل کیا ہے؟............فرار اور فریب یا اصلاح اور انابت!

ردِّعمل منفی ہو تو چوٹ پیامِ مرگ بن جاتی ہے اگر مثبت ہو تو حیاتِ تازہ کی نوید ثابت ہوتی ہے............

سنو! اے ساکنانِ خطۂ پاک
صدا کیا آسماں سے آ رہی ہے

وَلَاتَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۔(اس دشمنِ قوم کا پیچھا کرنے میں ہمت مت ہارو۔ آیت ۱۰۴ سورۂ نساء) کارزارِ حیات میں شکست کا داغ اٹھانا بھی بڑی بات ہے، اگر خونیں جگرانِ پاک دامن کا احساسِ زیاں جاگ اُٹھے! عمل کی قوتیں بیدار ہو جائیں تو بساطِ زندگی کے نقشے بدل سکتے ہیں۔ کاوش مسلسل ہو تو تہی دامنی ہی سے دُرِمُراد نکل آتا ہے اقدام اور عمل ....وقت کی پکار ہے۔ اگر یہ صدائے جرس ہم نے سُن لی تو کوئی وجہ نہیں کہ ظلمتِ شب سیماب پا نہ ہو جائے!

یہ بات بھولنے کی نہیں کہ............ ؎

زندگی کو وفا کی راہوں میں
موت خود روشنی دکھاتی ہے

تلوار کے منہ مرنا مسلمان کی معراج ہے۔ وہ شہیدوں ہی کا لہو ہے جو چمنستانِ ملت کو قبائے گلگوں عطا کرتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ (نہ تم ہمت ہارو، نہ اندوہ وغم کی گہرائیوں میں ڈوب کر رہ جاؤ، آخر کار تمہاری ہی فتح ہوگی، بشرطیکہ تم مومن ثابت ہوئے۔ آیت ۱۳۹۔ سورۂ آل عمران)